بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

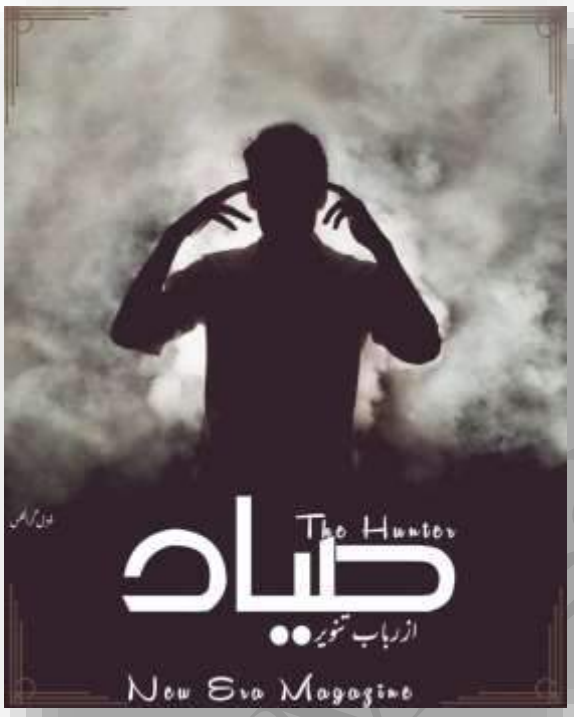

رباب تنویر نے یہ ناول (صیاد) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔

اس ناول (صیاد) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے، ڈائجسٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیو ایرا میگزین

****

"When there is a pain, there are no words, all pain is the same"

(Toni Morrison)

.....

اوائل دسمبر کی ایک صبح اسلام آباد پر دھند کی چادر نے سایہ پھیلا رکھا تھا. سحر کے سورج کی سرمئی روشنی چاسو پھیلی تھی. اس دوران دھند کی چادر کو چیرتے ہوئے ایک گاڑی سبک رفتاری سے سکر دوروڈ اسلام آباد پر رواں دواں تھی. ڈرائیونگ سیٹ پر بھورے رنگ کے کوٹ میں ملبوس ایک شخص براجمان تھا. اس نے سر پر بیز بال کیپ اور منہ پر ماسک پہن رکھا تھا جس کے باعث اس کا چہرہ مکمل طور پر چھپا ہوا تھا. سٹیرنگ پر مضبوطی سے جمے اس کے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں تھیں. کوٹ کی سلیوز اوپر ہونے کے باعث اس کی دائیں ہاتھ کی کلائی واضح تھی. اس کی کلائی پر ایک نشان بنا تھا, باز کا نشان مگر اس باز کو مارا نہیں گیا تھا اس کے پر کاٹے گئے تھے. وہ نشان اس کی چمڑی کو جلا کر بنایا گیا تھا اور وہ شخص چاہ کر بھی اپنے وجود سے اس نشان کو مٹا نہیں پایا تھا. سبک رفتاری سے چلتی گاڑی ایک جھٹکے سے اپنی منزل پر رکی. اس کی منزل شہر کے وسط میں بنی وہ سفید عمارت تھی جو گردش دواں کے باعث اپنی اصلی شکل کھو چکی تھی. وہ در و دیوار اب چھبیس سال پہلے والی چمک و دمک سے محروم تھے. وہاں اب ویرانی اور یاسیت کے بادل چھائے تھے. گاڑی گیٹ کے باہر کھڑی کرنے کے بعد وہ شخص گیٹ پر لگا تالا کھولنے لگا. زرد پتوں کو کچلتے ہوئے وہ سنسان لان عبور کر کے اندرونی دروازے کی جانب بڑھا. اس دروازے کا تالا بھی سہولت سے کھولنے کے بعد اس نے علوی ہاؤس کے

اندر قدم رکھا. دنیا بھر کی خاک چھاننے کے بعد گیاراں سالوں بعد وہ قدم اس دہلیز پر واپس آئے تھے. اندر قدم رکھتے ہی اس نے ایک نگاہ گرد سے اٹے ہال پر ڈالی. اس ایک نگاہ میں ہال سے جڑے ہزاروں منظر اس کی آنکھوں کے سامنے ابھرے. سر جھٹک کر اس نے یادوں سے پیچھا چھڑایا اور پھر راہداری کے اختتام میں بنے ایک کمرے تک گیا. لمبی سانس ہوا کے سپرد کرتے ہوئے اس نے دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا ہی چلا گیا. صبح کی سنہری روشنی کے باعث اندر کا منظر واضح تھا. اس نے آگے بڑھ کر کھڑکیوں کے پردے برابر کیے اور پھر بیڈ سے کچھ فاصلے پر بنی کلوزیٹ کھولی. ایک ڈرار کے اندر سے اس نے بوسیدہ کتاب نکالی. وہ کتاب در حقیقت انگلش سے اردو ڈکشنری تھی جو سالوں پرانی تھی. ڈکشنری کو دیکھ کر اس شخص کی آنکھوں میں نمی آئی. گھٹنوں کے بل وہ گرد آلود فرش پر بیٹھا اور کتاب پر نگاہ ٹکائے خود کلامی کے انداز میں بولنے لگا

"آپ کو مجھ سے دور گئے بہت عرصہ بیت گیا ہے. میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ آپ کے بغیر جی پاؤں گا مگر آپ سے کیے گئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے اب تک زندہ ہوں....." وہ ماضی میں گم ہونے لگا

"اس دن ہمارے مسیحے نے ہمیں بچا لیا تھا. ہم اس قید سے آزاد ہو گئے تھے. اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے آپ کس قدر خوش تھیں.... پھر جب آپ کو بتایا گیا کہ آپ کی بیٹی لاپتا ہے تو آپ کی ہمت ٹوٹ گئی. وہ عورت جو آٹھ سال قید میں رہنے کے باوجود بھی باہمت رہی اپنی بیٹی کے اغواہ کا سن کر وہ ہمت ہار گئی..... آپ صرف اپنی بیٹی سے ملنے کی امید میں قید کی سختیاں

برادشت کرتی آئیں تھیں اور اس کے اغواہ کا سن کر آپ کی امید ٹوٹ گئی. ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ آپ کے دماغی سیلز ختم ہو گئے ہیں اور آپ کا دماغ سکڑ گیا جس کی وجہ سے آپ کی موت واقع ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ امید ٹوٹنے کے باعث آپ کی سانسوں کی ڈور بھی ٹوٹ گئی تھی.

آپ مجھے چھوڑ گئی یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ دنیا میرے لیے اجنبی تھی. قید سے پہلے جو چار سال میں نے اس دنیا میں گزارے تھے ان کے متعلق مجھے کچھ یاد نہیں. میری فرسٹ میمری اس قید خانے کی ہے جہاں مجھے زنجیریں ڈال کر رکھا گیا تھا جہاں اس شخص نے میری جلد جلا کر یہ باز کا نشان میری کلائی پر بنایا تھا. ایسا ہی ایک نشان آپ کے ہاتھ پر بھی تھا بلکہ یہ نشان ہر اس قیدی کے ہاتھ پر تھا جس کا اس شخص سے واسطہ پڑا تھا. وہ شخص واپس آ گیا ہے مگر وہ واپس کیسے آ سکتا ہے وہ تو مر... وہ تو مر گیا تھا. ہے نا؟ پھر یہ کون ہے؟" یہ وہ سوال تھا جس کے ذہن میں آتے ہی اس کا دماغ ماؤف ہو جاتا تھا کیونکہ اس سوال کا جواب اس کے پاس نہیں تھا. ڈکشنری پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ پھر سے بے ربط انداز میں بولنے لگا

"قید کے آخری دن آپ نے اس کتاب پر میرے لیے جو پیغام لکھا تھا اسے پڑھنے کی ہمت میں آج تک نہیں کر پایا. اس دن کے بعد سے میں نے اس کتاب کو نہیں کھولا کیونکہ پڑھانے والا منہ موڑ لے تو پڑھنے کا دل نہیں کرتا. صرف یہ کتاب لینے کے لیے اتنے سالوں بعد میں نے اس دہلیز پر قدم رکھا ہے. سوچا تھا کہ اس پر لکھا پیغام پڑھوں گا مگر اب شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ اس پیغام کو پڑھنے کا حق میں کھو چکا." ندامت کا ایک آنسو اس کی آنکھ سے گرا جو اس کتاب میں جذب ہو گیا. اس کے کندھے پچھتاوے کے بوجھ سے جھکے تھے.

کچھ لمحے وہ یونہی سر جھکائے بیٹھا رہا. پھر جب سر اٹھایا تو آنکھوں کی سرد مہری لوٹ آئی تھی. اس نے ان لمحوں میں اپنے احساسات پر قابو پالیا تھا. کتاب تھامے وہ اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا. راہداری سے گزر کر وہ اندرونی دروازے سے باہر نکلا اور پھر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا. گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے اپنی دائیں کلائی پر سیاہ بینڈ چڑھایا. وہ اپنی کلائی پر بنے باز کے نشان کو چھپانے کے لیے ہمیشہ یہ بینڈ پہنتا تھا. بینڈ چڑھانے کے بعد اس نے منہ پر سے ماسک اور سر پر سے کیپ ہٹائی تو اس کا چہرہ واضح ہوا. اس کی ڈارک براؤن آنکھیں اور نقوش شناسا سے تھے.

.....

رنگ ٹون بجنے پر حجر جو بالوں کو بلوڈرائے کرنے میں مصروف تھی فون کی جانب متوجہ ہوئی. بلوڈرائیر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر اس نے بیڈ پر رکھا فون اٹھایا. سکرین پر "مسٹر سی ای او" جگمگا رہا تھا. اس نے کال ریسیو کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کال ڈراپ ہو گئی تھی. ایک نظر اس نے گھڑی کی جانب دیکھا جو صبح کے نو بجا رہی تھی پھر کھڑکی سے پردہ ہٹا کر باہر جھانکا. الہان کی گاڑی بلڈنگ کے باہر کھڑی دیکھ کر وہ فون کال کا مقصد سمجھ گئی تھی. پردے برابر کر کے اس نے شیشے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھا. وائیٹ پلین شرٹ اور بلیک فارمل پینٹ کوٹ میں ملبوس وہ مکمل پروفیشنل وومین لگ رہی تھی. سائیڈ ٹیبل سے اس نے اپنا فون اور وولٹ اٹھا کر پوکٹ میں رکھا پھر اپنے کمرے کا دروازہ لاک کر کے وہ لاؤنج میں آئی.

فریحہ (میڈ) جو کچن میں کھڑی اپنے لیے ناشتہ بنانے میں مصروف تھی اسے مخاطب کرتے ہوئے بولی

"میم! آپ ناشتہ کریں گی؟"

"میں ناشتہ کر چکی ہوں۔" اس کی بات کا جواب دے کر وہ اپارٹمنٹ سے نکل گئی۔ بلڈنگ کے اندرونی دروازے سے اس نے قدم باہر رکھا ہی تھا جب اس کی نظر مین گیٹ کے بالکل آگے کھڑی الہان کی گاڑی پر پڑی۔ اس آتے دیکھ کر الہان نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ وا کیا۔ مناسب قدم اٹھاتے ہوئے وہ فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔

"اسلام و علیکم!" الہان نے سلام کیا۔ حجر کے جواب سے وہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ حجر مسلمان ہے یا نہیں۔

"وعلیکم سلام!" وہ عام سے انداز میں بولی۔

"آپ مسلم ہیں؟" اس کے سوال پر حجر نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔ اس کی وہ نگاہ الہان کو بہت اچھے سے یہ باور کروا گئی تھی کہ اس سے ذاتی سوالات کرنے کا وہ کوئی حق نہیں رکھتا۔

"آپ نے سلام کا جواب دیا تھا اس لیے میں نے پوچھا ہے۔" اس نے وضاحت دی۔

"یہاں سب ایک دوسرے سے یونہی گریٹ کرتے ہیں اس لیے وعلیکم سلام کہا تھا میں نے" وہ کندھے اچکا کر بولی۔ اپنے مذہب کے متعلق سوال کا جواب دینا اس نے ضروری نہیں سمجھا۔ اس کے بات پر الہان ناامید ہوا۔ اس کے سلام کا جواب دینے سے اسے لگا تھا کہ شاید وہ مسلم

ہے. شاید اغواہونے کے بعد وہ مسلم فیملی کو ملی تھی. شاید وہ ناورے کی ایک پرسنٹ مسلم آبادی میں سے تھی مگر اس کی بات نے الہان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا.

"ٹھیک" وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا. باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا. پولیس ہیڈ کواٹر کے باہر گاڑی رکنے پر وہ دونوں باہر نکلے. دائیاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈال کر مضبوط قدم اٹھاتا الہان اور اس سے کچھ فاصلے پر چلتی حجر بہت سی نگاہوں کا مرکز تھے. مگر وہ دونوں کسی کو خاطر میں لائے بغیر سیدھا آئی جی کے آفس کے باہر رکے. وردی میں ملبوس ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے الہان بولا

"سر اندر ہیں؟"

"جی اندر ہی ہیں. آپ کا انتظار کر رہے ہیں." اس شخص نے جواب دیا. الہان کیس کے سلسلے میں ایک مرتبہ پہلے بھی آئی جی سے مل چکا تھا. وہ تب احتشام چچا کے توسط ان سے ملا تھا. احتشام چچا کی آئی جی سے اچھی جان پہچان تھی. پولیس آفیسر کی بات پر سر ہلاتے ہوئے اس نے آفس کا دروازہ ناک کیا

"کم ان" دروازے کے اس پار سے رعب دار آواز آئی.

"اسلام و علیکم سر!" آگے بڑھ کر پولیس وردی میں ملبوس ایک صحت مند شخص سے سے ہاتھ ملاتے ہوئے وہ بولا

"وعلیکم سلام! تشریف رکھیں" وہ کرسیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولے

"سر یہ ہیں مس حجر" اس نے تعارف کروایا.

"پاکستان میں خوش آمدید مس حجر.... اس کیس کو حل کرنے کے لیے ہماری مدد کرنے کا شکریہ" اب کی بار وہ حجر سے مخاطب تھے.

"یہ میری ڈیوٹی ہے سر"

"گڈ... کیس کے متعلق جو از پیشز آپ نے پیش کی کی ہیں وہ الہان نے بتائی ہیں مجھے اور انہیں سن کر میں آپ کی قابلیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا. رہی بات کیس کی پروسیڈنگ کی تو آپ بے فکر ہو کر تفتیش کا آغاز کریں. آپ کو عارضی طور پر ہماری سپیشل برانچ یعنی کرائم برانچ کا ہیڈ مقرر کیا گیا ہے. پولیس فارس کی کرائم برانچ اس کیس میں آپ کو اسسٹ کرے گی اور عام پولیس میں سے اے ایس پی رضا حمید کی ٹیم آپ کی مدد کرے گی. یہ رہی آپ کی گن اور آپ کا بیج" انہوں ڈرار سے نکال کر گن اور بیج میز پر رکھا. اس بیج پر کرائم برانچ کا لوگو بنا تھا.

"آپ کی باقی باتیں تو ٹھیک ہیں مگر کرائم برانچ کا ہیڈ بننے والی بات پر متفق نہیں ہوں. میرا کام صرف پولیس کو مجرم کے اگلے قدم سے آگاہ کرنا ہے ایکشن لینا پولیس کی ذمہ داری ہے. میں کریمینل پروفائلر نہیں کریمینل سائیکولوجسٹ ہوں اس لیے ہیڈ کے فرائض میں سر انجام نہیں دے سکتی اور یہ گن اور بیج میں نہیں لے سکتی." وہ رسانیت سے بولی.

"دیکھیں حجر... میں اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کو یہ کیس سونپا گیا ہے مگر باقی لوگوں کو تو یہ معلوم نہیں ہے نا. اگر آپ کوئی بھی قدم اٹھاتی ہیں تو وہ سوال کریں گے کہ یہ اختیارات کس نے سونپے آپ کو. انہی سوالات کے پیش نظر آپ کو عارضی طور پر کرائم برانچ کا ہیڈ مقرر

کیا گیا ہے. یہ بیج اور گن کریمینل سائیکولوجسٹ کو نہیں کرائم برانچ کے ہیڈ کو دی جا رہی ہے. آپ نے ماضی میں کچھ عرصہ کرائم انویسٹیگیشن ڈیپارٹمنٹ میں کام کیا ہے اس لیے آپ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے." میز پر رکھی گن اور بیج اس کی جانب بڑھاتے ہوئے وہ گویا ہوئے. ان کے منہ سے اپنے ماضی کے متعلق سن کر اس نے ایک سخت نگاہ خود سے کچھ فاصلے پر بیٹھے الہان پر ڈالی. اسے اس بات کا سو فیصد یقین تھا کہ الہان نے ہی آئی جی کو بتایا ہو گا کہ اس نے کچھ دیر کرائم انویسٹیگیشن ڈیپارٹمٹ میں کام کیا ہے.

"ٹھیک ہے." اس نے بحث کرنا ضروری نہیں سمجھا.

"آئیں میں آپ کو بیورو تک چھوڑ آؤں." کہتے ساتھ ہی وہ اپنی جگہ اٹھے اور دروازے کی جانب بڑھے. حجر اور الہان نے بھی ان کی تقلید کی. مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ انہیں ایک دروازے تک لائے. دروازے کے باہر واضح حروف میں کرائم برانچ لکھا گیا تھا. شیشے کی دیوار کے اس پار بہت کاؤنٹر تھے جس پر گھریلو کپڑوں میں ملبوس مختلف لوگ بیٹھے تھے. دروازہ دھکیل کر وہ اندر داخل ہوئے. جیسے ہی انہوں نے اندر قدم رکھا ہر کوئی مودب انداز میں بیٹھ گیا. سب کی سوالیہ نگاہیں آئی جی کی طرف تھیں وہ وہاں ان کی موجودگی کا سبب جاننا چاہ رہے تھے.

"جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ بچوں کے اغواہ والا کیس بہت پیچیدہ ہے اور وہ عام پولیس سے سولو نہیں ہو رہا اسلیے یہ کیس آپ کو دیا جا رہا ہے اور یہ ہیں مس حجر کرائم برانچ کی نئی ہیڈ. آپ سب اس کیس میں انہیں اسسٹ کریں گے." آئی جی بلند آواز میں بولے.

"ویلکم میم" بیورو میں موجود سب افراد ایک ساتھ بولے. ان سب کے ویلکم کے جواب میں اس نے مسکراہٹ اچھالی.

"مس حجر! اگر کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتا سکتی ہیں." آئی جی حجر کو مخاطب کرتے ہوئے بولے.

"سر یہاں آفس میں کوئی ایسا فرد ہے جو ٹرانسلیٹر کے فرائض سر انجام دے سکے؟" اس کے لہجے میں پریشانی تھی.

"اس بیورو میں موجود سبھی افراد انگلش سمجھ سکتے ہیں اور اگر آپ کو ٹرنسلیٹر کی ضرورت پڑے تو آپ کسی کو بھی کہہ سکتی ہیں بلکہ الہان... الہان مدد کر دے گا آپ کی. کیوں الہان کیا کہتے ہو؟" انہوں نے مشورہ دیا.

"ضرور سر" الہان نے حامی بھری.

"ٹھیک ہے." وہ بیورو پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے بولی.

"رمشا!" آئی جی نے آفس کی لڑکی کو مخاطب کیا. ان کی پکار پر دوسرے ڈیسک پر بیٹھی لڑکی متوجہ ہوئی.

"میم اور سر کو بیورو کا وسٹ کرواؤ پھر انہیں ان کے آفس تک چھوڑ دینا." انہوں نے رمشا کو ہدایت دی.

"اوکے سر" رمشا مودب انداز میں بولی.

"میں چلتا ہوں اب... اللہ کیس حل میں آپ کے لیے آسانیاں پیدا کرے." وہ دعا دے کر بیورو سے باہر نکل گئے.

"آئیں میم" ان کے جانے کے بعد رمشا بیورو دکھانے لگی. مختلف ڈیپارٹمنٹ دکھانے کے بعد وہ کانفرنس روم کے باہر رکے جب حجر رمشا کو مخاطب کرتے ہوئے بولی

"مس رمشا! اگلے دس منٹ میں سب کو کانفرنس روم میں اکٹھا کریں." اسے آرڈر دینے کے بعد وہ کانفرنس روم کا دروازہ وا کر کے اندر چلی گئی. الہان بھی اس کے پیچھے اندر بڑھ گیا. رمشا اس کا آرڈر سن کر مستعدی سے سب کو انفارم کرنے کے لیے چلی گئی. سفید پینٹ سے رنگی دیواروں والے کانفرنس روم میں خاموشی چھائی تھی. روم کے وسط میں راؤنڈ ٹیبل تھی جس کی ایک چیئر پر حجر بیٹھی جبکہ الہان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا. ٹیبل کے سامنے والی دیوار پر ایل ای ڈی تھی اور ایل ای ڈی سے کچھ فاصلے پر سوفٹ بورڈ تھا. انہے وہاں آئے زیادہ دیر نہیں ہوئی جب بیورو کے سب آفیسر وقفے وقفے سے اندر داخل ہونے لگے. ان دونوں کو گریٹ کرنے کے بعد وہ سب راؤنڈ ٹیبل کی کرسیوں پر بیٹھ گئے. سب چیئر بھر جانے کے بعد حجر اپنی نشست پر سے کھڑی ہوئی اور ہر ایک پر سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے بولی

"آپ سب کو بچوں کے اغواہ کے متعلق علم ہو گا اس کیس کو حل کرنے کے لیے ہی میں یہاں موجود ہوں. امید ہے کہ آپ سب اپنی تمام تر صلاحیتیں بروکار لا کر اس کیس کو حل میں میری مدد کریں گے. کیس کی بریفنگ سے آغاز کرتے ہیں." روم میں موجود سب افراد خاموشی سے اس کی بات سن رہے تھے.

"رمشا میر الیپ ٹاپ کنیکٹ کر دیں." اس نے اپنے دائیں جانب بیٹھی رمشا کو مخاطب کیا.
اس کی بات پر رمشا سر ہلاتے ہوئے اٹھی اور لیپ ٹاپ کنیکٹ کرنے لگی. لیپ ٹاپ کنیکٹ ہوتے ہی اس نے لیپ ٹاپ پر ایک فائل کھولی. اس کے فائل کھولتے ہی ایل ای ڈی سکرین پر ایک بچے کہ تصویر آئی

"یہ ہے سب سے پہلے اغواہ ہونے والا بچہ بارہ سال دوماہ کا علی ریاض. 20 مئی والے دن اسے جی ڈین مرکز میں بنے فیڈرل سکول سے واپسی کے وقت اغواہ کیا گیا تھا." اس تصویر کے ساتھ ایک اور تصویر آئی جسے دیکھتے ہوئے وہ بولی

"یہ ہے دوسرا بچہ معین الدین جسے 25 جون کو سبزی بازار سے واپسی پر اغواہ کیا گیا تھا. اس کی عمر بارہ سال دوماہ ہے." ایک کے بعد ایک تصویر ابھرتی گئی جنہے دیکھتے ہوئے اس نے حمزہ عرفان, ظہیر بابر اور سعید انور کے اغواہ کی تفصیل بتائی. دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا الہان بڑے غور سے اس کی بات سن رہا تھا.

"اگر ہم اغواہ ہونے کی تاریخ اور بچوں کی عمر پر غور کریں تو یہ بات بالکل واضح نظر آتی ہے کہ حمزہ عرفان اور ظہیر بابر کے اغواہ کے دوران ایک اور بچہ اغواہ ہوا ہے مگر اس بچے کے اغواہ کی رپورٹ درج نہیں کروائی گئی. اغواہ کی رپورٹ درج نہ کروانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا.

"ہو سکتا ہے کہ اس بچے کے والدین زندہ نہ ہوں." روم میں موجود افراد میں سے ایک بولا.

"والدین نہیں ہیں مگر کوئی نہ کوئی رشتہ دار تو ہو گا نا جو پولیس کو اطلاع کر سکے۔" اس کے بائیں جانب بیٹھی لڑکی نے بولی۔ یونہی ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے شخص نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ حجر توجہ سے ان سب کی رائے سن رہی تھی۔

"اغواہ کی رپورٹ درج نہ ہونے کے پیچھے سب سے قابل غور پوسیبیلٹی یہ ہے کہ بچہ یتیم خانے میں رہائش پزیر ہو گا۔ اس کے غائب ہونے پر اپنی رپوٹیشن بچانے کے لیے اور فنیج کی انتظامیہ نے اغواہ کی رپورٹ درج نہیں کروائی۔" سب کی رائے سن کر وہ ایک نتیجے پر پہنچی۔

"اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام آباد میں موجود سبھی اور فنیج میں تفتیش کے لیے جانا ہو گا"۔

"اوکے میم" سب ایک ساتھ بولے۔

"اغواہ کے مقام کی طرف آتے ہیں۔ اغواہ کے مقامات مختلف ہیں مگر ان سب میں ایک چیز کومن ہے... اغواہ کا کوئی بھی مقام سنسان نہیں ہے۔ سکول سے واپسی ہو, سبزی منڈی ہو یا پھر روٹ کی بس, ان سب جگہوں پر رش ہوتا ہے۔ اگر ان جگہوں پر کوئی بچے کو زبردستی اغواہ کرنے کی کوشش کرے تو عین ممکن ہے کہ لوگ متوجہ ہو جائیں۔ کوئی نہ کوئی چشم دید گواہ ہو مگر ان پانچوں اغواہ میں کوئی ایک بھی گواہ سامنے نہیں آیا۔ اس سب کو دیکھتے ہوئے میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ...." وہ ایک لمحے کی لیے رکی۔ سب کے چہروں پر تشویش ابھری۔

"بچہ اپنی مرضی سے اغواہ کار کے ساتھ روانہ ہوا ہے..... اگر اس کے ساتھ زبردستی کی جاتی تو شور مچاتا اور کوئی نہ کوئی اسے اغواہ ہوتے دیکھ لیتا۔ بچہ بغیر کوئی شور کیے اغواہ کار کے ساتھ

گیا ہے کیونکہ وہ اس سے واقف تھا. آپ کے خیال میں بچہ کا اغواہ کار کے ساتھ کیا تعلق ہے؟" حجر نے استفسار کیا

"اغواہ کار بچے کا قریبی رشتہ دار ہو سکتا ہے".

"وہ بچے کا استاد ہو سکتا ہے".

"وہ بچے کا دوست ہو سکتا ہے".

"بچے کا ہمسایہ, کوئی اس کے علاقے کا شخص ہو سکتا ہے." سب نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا. ان کی رائے سننے کے بعد حجر بولی

"اغواہ کار کا بچے سے کیا رشتہ ہے یہ ہمیں بچے کے گھر والوں سے مل کر ہی پتا چلے گا".

"سب اغواہ دن کی روشنی میں کیے گئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا کے کہ اغواہ کار بہت بے خوف اور پر اعتماد ہے. وہ جانتا ہے کہ دن کی روشنی میں جرم کرنے کے باوجود بھی وہ پکڑا نہیں جائے گا." روم میں موجود سبھی افراد اس سے متفق تھے.

"کیس کے ایک اہم حصے کی جانب آتے ہیں اور یہ اہم حصہ ہے باز کی تصویر" کہتے ساتھ ہی حجر نے لیپ ٹاپ پر کچھ کیز دبائیں تو مرے باز کی تصویر ایل ای ڈی سکرین پر ابھری

"اس تصویر کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسے ہاتھ سے بنایا گیا." اس کی بات سے روم میں موجود سبھی افراد نے تائیدی انداز میں سر ہلایا. الہان خاموشی سے اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا.

"شروع والے سب کیسز میں اغواہ کار سپیسیفک رہا ہے. اس نے اپنے شکار کا چناؤ بہت سوچ سمجھ کر اور پلینگ کے تحت کیا ہے. تقریباً ایک مہینے کے فرق سے بچے اغواہ ہوئے ہیں اور اس ایک مہینے کے دوران وہ سوچ سمجھ کر اپنے اگلے شکار کو چنتا ہے. اس کے ساتھ جان پہچان بڑھانا, اسے اپنی باتوں میں پھسانا, اس کا اعتماد جیتنا اور پھر اسے اغواہ کرنا. یہ سب کام وہ ایک مہینے کے وقفے کے دوران کرتا ہے. پانچ بچوں کے اغواہ کو دیکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اغواہ کار سپیسفک اور دماغ کی بات ماننے والا ہے مگر....

حال ہی میں ہونے والے لڑکی کی اغواہ پچھلے پانچ کیسز سے مختلف ہے. آپ کے خیال میں بچے کی بجائے لڑکی کو شکار کرنے کی وجہ کیا ہے؟" حجر نے سوال کیا مگر سوال کے جواب روم میں خاموشی چھائی رہی.

"اس لڑکی کا شکار اس نے پلینگ کے تحت نہیں کسی جذبہ کے باعث کیا ہے." خاموشی میں الہان کی آواز گونجی. اس کی بات پر حجر کو تعجب ہوا کیونکہ اسے امید نہیں تھی کہ وہ جواب دے گا.

"مسٹر سی ای او بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں. اغواہ کار نے یہ اغواہ جذبات کی رو میں بہک کر کیا ہے. جس دن میرے پاکستان آنے کی خبر لیک ہوئی تھی اس کے کچھ گھنٹوں بعد اس لڑکی کو اغواہ کیا گیا ہے. اس کا مطلب ہے کہ اسے میرا یہاں آنا اسے ناگوار گزرا ہے. اپنی اس ناگورای کے اظہار کے طور پر اس نے فصیحہ جمیل کو وکٹم بنایا ہے"....

"اس سب کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اغواہ کار سپیسیفک سے جنرل کی طرف بڑھ چکا ہے. اب وہ اپنے وکٹمز کو رینڈم طور پر چنے گا بغیر کسی پلینگ کے. ہم کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس اگلا شکار لڑکا ہو گا, لڑکی یا پھر بچہ." وہ بلند آواز میں بولی.

"اس کے سپیسیفک کی بجائے جنرلی وکٹم کو چننا تشویش ناک بات ہے کیونکہ اب اسے اپنے وکٹم کا اعتماد جیتنے کے لیے ایک مہینے کا وقفہ درکار نہیں ہو گا. اس سے پہلے کہ وہ اپنا شکار ڈھونڈے ہمیں اسے پکڑنا ہے." وہ عزم سے بولی.

"تمام کیسز کو مد نظر رکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اغواہ کار یعنی کے ان نان پرسن مڈل ایج مین ہے.

وہ لوکل بندہ ہے.

اس کی لنگویسٹک ایبلیٹی (بولنے کی صلاحیت) بہت اچھی, بہت جلد وہ دوسروں کو اپنی باتوں میں پھسالیتا ہے. ہم اسے ٹاکا ایٹو بھی کہہ سکتے ہیں.

اس کی شکل وصورت ایوریج ہے اور اپنی اسی خاصیت کے باعث وہ دوسروں کی نظروں میں نہیں آتا.

اور اس کی ڈرامینگ بہت اچھی ہے.

ہمیں کسی ایسے شخص کو تلاش کرنا ہے جس میں یہ سب خصوصیات موجود ہوں." حجر نے ان نان پرسن کا خاکہ پیش کیا.

"بچوں کو اغواہ کرنے کا مقصد کیا ہے یہ وکٹمز کی ڈیڈ باڈیز دیکھنے کے بعد ہی پتا چلا گا....." اس کی بات کی دوران ہی ٹیبل پر پڑے اس کے موبائل کی سکرین روشن ہوئی. فون سائیلینٹ پر تھا تبھی آواز نہیں آئی تھی. آگے ہو کر اس نے فون سکرین کی جانب دیکھا جس پر رضا حمید کا نام جگمگا رہا تھا.

"سوری... کال امپورٹینٹ ہے اس لیے میں مس نہیں کر سکتی" ان سب سے معذرت کر کے وہ ہاتھ میں فون لے کر کانفرنس روم سے باہر آگئی.

"جی آفیسر... کوئی خبر ملی" فون اٹھاتے ہی وہ بولی

"میم کیمروں کی فٹیج میں تو کچھ نہیں ملا مگر کالج کے باہر پوچھ گچھ کے دوران ایک گواہ سامنے آیا ہے." دوسری جانب سے جواب آیا

"ویل ڈن. میں اپنی ٹیم کو بھیجتی ہوں وہاں وہ گواہ کا بیان ریکارڈ کر لیں گے." کہتے ساتھ ہی حجر نے فون بند کیا اور ساتھ ہی فون کو سائیلینٹ سے ہٹایا کیوں کہ کبھی بھی کوئی ضروری کال آسکتی تھی. وہ واپس کانفرنس روم میں آئی. اس کے اندر آتے ہی سب ایک بار پھر سے اس کی طرف متوجہ ہوئے

"جذبات کی رو میں بہک کر انسان ہمیشہ کوئی نہ کوئی غلطی کرتا ہے. اغواہ کار سے بھی یہی ہوا ہے. فصیحہ کے اغواہ کے کیس میں ایک گواہ منظر عام پر آیا ہے." حجر نے سب کو خبر سنائی.

"دیٹس گریٹ." رمشا مسکراتے ہوئے بولی

"رمشا اس فیلڈ میں تجربہ کار لوگ کون کون سے ہیں؟ اور کرائم اینالسٹ کون ہے؟" حجر نے رمشا سے سوال کیا

"میم آفیسر نعمان, آفیسر بلال, آفیسر سعد, آفیسر فاطمہ اور آفیسر فجر نے فیلڈ میں زیادہ وقت گزارا ہے اور ہاجرہ کرائم اینالسٹ ہے." رمشا نے وہاں موجود بیس افراد میں سے چند کا نام لیا. جیسے ہی ان کا نام لیا گیا وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے. وہ سب تقریباً پینتیس سے چالیس سال کے تھے.

"ٹھیک ہے." اس نے رمشا کو جواب دیا پھر سب نشستوں پر بیٹھے افراد کو دیکھتے ہوئے بولی

"یہاں آنے کے لیے آپ سب کا بہت شکریہ. آپ سب ہمیں بیک اپ فراہم کریں گے جبکہ تجربہ کار آفیسرز میرے ساتھ فیلڈ میں کام کریں گے." اس نے ان سب کا شکریہ ادا کیا پھر وہ سب کانفرنس روم سے باہر نکل گئے. اب وہاں تجربہ کار آفیسرز, کرائم اینالسٹ, رمشا, الہان اور حجر رہ گئے تھے.

"مس رمشا! اب تک ڈیڈ باڈیز کو کہاں کہاں تلاش کیا ہے؟" اس نے سوال کیا. اس کی بات پر رمشا نے اسلام آباد کا میپ کھول کر ٹیبل پر پھیلایا.

"مارگلہ ہلز, بند فیکٹریاں اور تمام سنسان جگہوں پر ڈیڈ باڈیز تلاش کی گئی ہیں." رمشا نے میپ پر ہائی لائٹ ہوئی جگہوں کا نام لیا.

"پہاڑوں پر ایک بار پھر تلاش کرو اور اس کے علاوہ جھیل میں تلاش کرو. ہو سکتا ہے کہ اغواہ کار نے مار کر انہیں جھیل میں پھینک دیا ہو." میپ پر بنی جھیل کہ جانب اشارہ کرتے ہوئے وہ بولی.

"آفیسر بلال اور آفیسر فجر آپ دونوں گواہ کا بیان لینے جائیں. آفیسر رضا حمید وہاں آپ کا انتظار کر رہے ہیں.

آفیسر فاطمہ آپ پولیس فورس کے ساتھ جھیل پر جائیں اور وہاں ڈیڈ باڈیز تلاش کریں".

آفیسر حاجرہ آپ پچھلے تمام کیسز کا ریکارڈ دیکھیں. دیکھیں کہ ماضی میں کہیں کسی مجرم نے باز کا نشان موقع وردات پر تو نہیں چھوڑا.

آفیسر سعد آپ جو بچے اغواہ ہوئے ان کے گھر والوں سے پوچھ گچھ کریں. میں بھی کچھ دیر میں وہاں آؤں گی.

آفیسر نعمان آپ اسلام آباد میں موجود سب اور فنیج وزٹ کریں.

آپ سب جائیں اور اگر کوئی انفارمیشن ملے تو مجھے فوراً انفارم کر دیجیئے گا." اس نے سب کو ڈیوائیڈ کیا پھر رمشا کو مخاطب کرتے ہوئے بولی

"اب آپ سب اپنے اپنے ڈیوٹیز پوری کریں اور مسٹر سی ای او آپ میرے ساتھ انٹیروگیشن روم میں چلیں." اس کی بات پر وہ سب کانفرنس روم سے باہر نکل گئے جب کہ وہ اور الہان انٹیروگیشن روم کی جانب بڑھ گئے. رمشا بھی ان کے ساتھ تھی.

"مس رمشا! انٹیروگیشن روم میں لگے کیمرے اور ریکارڈرز بند کر دیں." دروازہ پار کرتے ہوئے اس نے رمشا کو ہدایت دی. رمشا سر ہلاتے ہوئے ایڈمینسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ دونوں انٹیروگیشن روم میں رکھی کرسیوں تک آئے. اس کمرے کے وسط میں ایک میز اور دو کرسیاں تھیں. اپنا بورھے رنگ کا لانگ کوٹ اتار کر الہان نے کرسی کی پشت پر رکھا پھر کرسی پر بیٹھ گیا. وہ دونوں ایک دوسرے کے روبرو تھے. حجر خاموشی سے انٹیروگیشن روم کی دیواروں کا جائزہ لے رہی تھی جبکہ الہان اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا. کمرے کی دیوار پر لگا کیمرہ اور ٹیبل کے سطح کے نیچے ریکارڈر لگا تھا. حجر کیمرے اور ریکارڈر کے بند ہونے کے انتظار میں تھی پھر جونہی کیمرے کی سرخ بتی بند ہوئی اس نے آغاز کیا

"کیمرے اور ریکارڈر بند کروا دیے ہیں میں نے اس لیے اب آپ بے فکر ہو کت اپنے راز بتا سکتے ہیں. یقین مانے آپ کے راز اس کمرے سے باہر نہیں جائیں گے." وہ دونوں ایک دوسرے کے بالکل سامنے بیٹھے تھے.

"میرے کوئی راز نہیں ہیں." وہ میز پر کہنیاں ٹکاتے کوئے بولا

"ہر انسان کے راز ہوتے ہیں. ایسے راز جو وہ کسی سے نہیں کہتا اپنے آپ سے بھی نہیں".

"جو راز میں خود سے بھی چھپاتا ہوں آپ کو کیسے بتا سکتا ہوں." وہ اس کی کالی آنکھوں کو دیکھتا ہوا بولا

"آپ کے راز کا تعلق اس کیس سے اور اس کیس کو حل کرنا میرا کام ہے اس لیے آپ کو انہیں مجھ سے چھپانا نہیں چاہیے." اس نے اسے کنوینس کرنا چاہا.

"میں کچھ نہیں چھپا رہا." وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا

"اگر آپ کچھ چھپا نہیں رہے تو پھر آپ کا رویہ اتنا عجیب کیوں ہے؟" اس نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا

"کیا ہوا ہے میرے رویہ کو؟" اس نے الٹا اس سے سوال کیا

"آپ اتنے سرد کیوں ہیں؟ آپ نے خود کے گرد یہ سرد پن کا خول کیوں چڑھا رکھا ہے؟ ماضی میں ایسا کیا ہوا تھا جس نے آپ کو اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا؟" اس نے پے در پے سوال کیے.

"نہ میں سرد ہوں نہ ہی میرے ماضی میں ایسا کوئی حادثہ ہوا تھا." اس نے تردید کی.

"آپ مسکراتے کیوں نہیں ہیں؟ آپ اپنا دائیاں ہاتھ ہمیشہ پوکٹ میں کیوں چھپا کر رکھتے ہیں؟ ہر وقت اپنی کلائی پر یہ بلیک بینڈ کیوں پہنے رکھتے ہیں؟" وہ بڑی تیز نظر رکھتی تھی تبھی تیسری ملاقات میں ہی نوٹس گئی تھی کہ وہ ہر وقت اپنا دائیاں ہاتھ پوکٹ میں ڈالے رکھتا ہے اور کلائی پر سیاہ بینڈ پہنتا ہے.

"میں ہیگز اڈیکٹلی ہوں اور میری چھ انگلیاں دیکھنے کے بعد سب اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے لگتے ہیں. کئی کہتے ہیں کہ دائیں ہاتھ کہ چھ انگلیاں خوش قسمت کی علامت ہیں جبکہ چند ایک کا کہنا ہے کہ یہ طاقت کو ظاہر کرتی ہیں. میں ان چیزوں پر یقین نہیں رکھتا اور ان سب باتوں سے بچنے کے لیے میں زیادہ تر اپنا دائیاں ہاتھ پوکٹ میں رکھتا ہوں تاکہ یہ دوسروں کی نظر نہ آئے." اس نے تفصیل بتائی.

"یہ تو ایک سوال کا جواب ہوا. یہ بتائیں کہ آپ سیاہ بینڈ کیوں پہنتے ہیں؟" حجر نے اپنا سوال دہرایا.

"میرا نہیں خیال کہ ان سب سوالوں کا کیس سے کوئی تعلق ہے." اس نے اسے احساس دلانا چاہا.

"آپ کا اس کیس سے تعلق ہے اس لیے آپ سے جڑی ہر غیر معمولی بات بھی اس کیس سے جڑی ہے." حجر جتانے والے انداز میں بولی

"میں مسکراتا ہوں یا نہیں مسکراتا, بینڈ پہنتا ہوں یا نہیں پہنتا یہ سب میرے انتہائی ذاتی معاملات ہیں اس لیے بہتر ہے کہ آپ ان سب میں نہ پڑیں. کیس کے متعلق کوئی سوال ہے تو پوچھیں." وہ چبا چبا کر بولا.

"اس انٹیروگیشن روم میں کوئی بھی چیز ذاتی نہیں ہوتی. آپ ہر سوال کا جواب دینے کے پابند ہیں. چلیں ایسا کرتے ہیں کہ آسان سوال سے آغاز کرتے ہیں. یہ بتائیں کہ آپ نے مجھے کیسے اپروچ کیا؟" حجر نے سوال بدلا

"چھ ماہ پہلے جب صرف پہلا بچہ اغواہ ہوا تھا تب میں امریکہ گیا تھا. میرا ایک دوست امریکن پولیس میں ہے اس سے ملنے میں وہاں پولیس سٹیشن گیا تھا اور اتفاقاً آپ وہاں موجود تھیں. آپ تب اپنے پچھلے کیس کہ تفتیش کر رہی تھیں." اس کے ذہن میں وہ منظر چلنے لگا.

)اپنے دوست سے ملنے لے بعد وہ اس کے آفس سے باہر نکلا ہی تھا ایک کمرے کے باہر سے گزرتے ہوئے اس کے کانوں سے ایک نسوانی آواز ٹکرائی.

"کہاں ہے وہ؟"

دروازہ کھلا ہونے کے باعث اسے یہ بات واضح سنائی دی تھی. اس نے دروازے سے اندر جھانکا تو وہاں ایک لڑکی بیٹھی تھی. اسے اس لڑکی کا نیم رخ نظر آرہا تھا. بلونڈ بال اور بلیک ڈریس سوٹ میں ملبوس وہ لڑکی اپنے سامنے بیٹھے چالیس سالہ شخص سے مخاطب تھی. اس شخص کو ہتھکڑیاں ڈال کر بٹھایا گیا تھا.

"میں نہیں جانتا میڈم" اس شخص نے ڈرتے ہوئے جواب دیا

"تم جانتے ہو وہ کہاں ہے. کیونکہ تم ہی نے اسے اغواہ کیا ہے." وہ پر اعتماد لہجے میں بولی. وہ وہیں دروازے میں کھڑا ان کی گفتگو سننے لگا.

"میں نے نہیں کیا اس بچی کو اغواہ" اس نے تردید کی.

"میں نے تو بچی کا ذکر کیا ہی نہیں. پھر تم کیسے جانتے ہو کہ بچی اغواہ ہوئی ہے؟ تم اس لیے جانتے ہو کہ تم نے اسے اغواہ کیا".

"میں نے نہیں کیا اسے اغواہ" وہ مسلسل جھٹلا رہا تھا.

"پریشانی کی وجہ سے بال گرنا, ماتھے پر پسینے کے قطرے, تیز دھڑکن" وہ بول رہی تھی جب اس شخص نے اس کی بات کاٹی

"میں نے کچھ نہیں کیا. کل رات جب بچی اغواہ ہوئی تھی اپنی ورک شاپ میں سو رہا تھا".

"نیند کی کمی کے باعث آنکھوں کے نیچے ہلکے. شرٹ کے بازوؤں پر مڑنے کے نشانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ تم عام طور پر انہیں موڑے رکھتے ہو مگر آج ایسا کیا ہوا ہے جو تم نے

انہیں سیدھا کیا ہے؟ کہیں بازوں پر بچی کے دانتوں کے نشان تو نہیں جنہیں چھپانے کے لیے تم نے بازو سیدھے کر رکھے ہیں؟ ہو سکتا ہے بچی نے خود کو بچانے کے لیے تمہارے بازو پر کاٹا ہو؟ ایسا ہی ہے نا؟" وہ اپنی باتوں سے مسلسل اس شخص کو بولنے پر اکسا رہی تھی.

"میں نے کچھ نہیں کیا." وہ شخص بضد تھا.

"کیا تم نے اسے مار دیا ہے؟ یا پھر تم نے اسے کہیں بند کیا ہے؟ کیا وہ کوئی تنگ سی جگہ ہے جہاں کوئی ہوا نہ ہو؟ ہو سکتا ہے وہ کوئی تہ خانہ ہو. نہیں وہ تہہ خانہ نہیں ہو گا تم ابھی اس کام میں نئے نئے ہو تہ خانے میں نہیں رکھ سکتے. ضرور وہ جگہ گاڑی کا ٹرنک ہے نا؟" اس کی بات سن کر وہ شخص ہڑبڑایا.

"میں نے اسے نہیں مارا نہ ہی اس اغواہ کا مجھ سے کوئی تعلق ہے." اس شخص نے ایک آخری کوشش کی.

"وہ گاڑی چوڑی کی ہو گی جس کے ٹرنک میں تم نے بچی کو بند کیا ہے اور گاڑی یقیناً اس جگہ کے قریب کھڑی ہو گی جہاں سے سے تمہے گرفتار کیا گیا ہے." میز پر کہنیاں ٹکاتے ہوئے اس نے اپنی بات مکمل کی. اب کی بار اس شخص نے کوئی بھی تردید نہیں کی تھی. بس سر جھکائے بیٹھا رہا. اس لڑکی کے میز پر کہنیاں ٹکانے سے اس کی دائیں کلائی واضح ہوئی. اس کی کلائی پر ایک نشان تھا اور اس نشان پر نظر پڑتے ہی دروازے کے باہر کھڑے الہان کو شاک لگا. کبھی وہ ایک نظر اس لڑکی کے نیم رخ کو دیکھتا تو کبھی اس کی کلائی پر بنے نشان کو. وہاں موجود باقی سب چیزیں پس منظر میں چلی گئی تھیں. وہ لڑکی اپنے سامنے بیٹھے شخص سے شاید کچھ اور بھی

کہہ رہی مگر الہان سن نہیں پایا. کچھ لمحے لگے تھے اسے خود کو سمبھالنے میں پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا واپس اپنے دوست کے آفس میں گیا.

"یہ ساتھ والے روم میں... جو لڑکی بیٹھی ہے یہ کون ہے؟" اندر قدم رکھتے ہی وہ بے ترتیب انداز میں بولا

"یہ مس حجر ہیں. کریمینل سائیکولوجسٹ. کیس کے سلسلے میں آئی ہیں پولیس سٹیشن. تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" کرسی پر بیٹھے لگ بھگ اسی کی عمر کے شخص نے جواب دیا.

"نہیں میں ویسے ہی پوچھ رہا تھا. میں چلتا ہوں اب" اپنے منہ پر ہاتھ پھیر کر اس نے خود کو کمپوز کیا پھر پولیس سٹیشن سے باہر نکل گیا.) اس کی سوچوں کا تسلسل حجر کی آواز پر ٹوٹا.

"آپ نے کیسے اندازہ لگایا کہ فائل دیکھنے کے بعد میں یہ کیس لے لوں گی؟" اس کے منہ سے سارا واقع سننے کے بعد حجر نے سوال کیا.

"اس دن میں نے آپ کے دائیں ہاتھ کی کلائی پر بنا نشان دیکھ لیا تھا." الہان کے پر سکون انداز میں کہے گئے الفاظ حجر کو بے سکون کر گئے تھے.

"کون سا نشان؟ میرے ہاتھ پر کوئی نشان نہیں ہے." اس نے اسے جھٹلانا چاہا.

"میں جانتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بھی باز کا نشان ہے جسے چھپانے کے لیے آپ بہت تگ و دو کرتی ہیں. مگر اس دن میں نے یہ نشان دیکھ لیا تھا اس لیے چھپانے کا فائدہ نہیں." وہ پر یقین لہجے میں بولا. اس پر یقین انداز پر حجر کچھ بول نہ پائی. اپنے اس نشان وہ دوسروں کی نظروں سے چھپانے کے لیے وہ ہمیشہ فل سلیوز پہنتی تھی مگر وہ پھر بھی اس نشان کو دیکھ چکا تھا.

"میں جانتا تھا کہ کیس کی فائل میں باز کا نشان دیکھنے کے بعد آپ کیس لینے پر راضی ہو جائیں گی اس لیے میں فائل دیکھنے پر زور دے رہا تھا." اسے خاموش دیکھ کر الہان ایک بار پھر بولا.

"ہمم" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی.

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ نشان آپ کے ہاتھ پر کیسے آیا؟" اس کے چہرے کے تاثرات جانچتے ہوئے الہان نے استفسار کیا.

"میں نہیں جانتی کہ یہ نشان میرے ہاتھ پر کس نے بنایا ہے. جب سے میں نے ہوش سمبھالا ہے یہ نشان میرے ساتھ ہے." گود میں رکھے اپنے دائیں ہاتھ کی کلائی دیکھتے ہوئے وہ بولی. اس کی کلائی پر پَر مٹے باز کا نشان تھا.

"کیا آپ کے فوسٹر پیرنٹس بھی نہیں جانتے کہ یہ نشان آپ کے ہاتھ پر کیسے آیا؟" وہ بہت سوچ سمجھ کر سوال کر رہا تھا جبکہ حجر اپنے نشان کو دیکھتے ہوئے ایک ٹرانس کی کیفیت میں جواب دے رہی تھی.

"ان کا کہنا ہے کہ چھبیس سال پہلے جب میں انہیں زخمی حالت میں ملی تھی یہ نشان میری کلائی پر موجود تھا. اس نشان کے ذریعے میں نے اپنے اصل تک پہنچنے کی بہت کوشش کی ہے مگر کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا. ناروے, دبئی اور امریکہ کے سارے کیسز کی فائلز دیکھی ہیں میں نے مگر ماضی کے کسی بھی کیس میں مجرم نے اس نشان کو استعمال نہیں کیا".

"امریکہ, دبئی اور ناروے میں ایسا کوئی کیس نہیں جہاں مجرم نے اس نشان کا استعمال کیا ہو مگر.... مگر پاکستان میں چھبیس سال پہلے ایک مجرم نے باز کے بالکل اسی نشان کو استعمال کیا

تھا. اس نے اپنے سب وکٹمز کے ہاتھ پر ایسا نشان بنایا تھا." الہان کی بات پر وہ ٹرانس سے باہر نکلی.

"کیا؟ پاکستان میں؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ بے یقین انداز میں بولی

"ہمم... پاکستان میں کئی سال پہلے ایک ایسا کیس سامنے آیا تھا." الہان ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا.

"آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہے؟" وہ واپس اپنے موڈ میں آچکی تھی تبھی جانچتی نظروں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی. اس کے سوال پر الہان نے میز پر ٹکے اپنے دائیں ہاتھ کی کلائی پر سے سیاہ بینڈ ہٹایا. اس کے ہاتھ پر بھی بالکل ویسا ہی نشان تھا. حجر وہ نشان دیکھ کر حیران ہوئی.

"اسی نشان کو چھپانے کے لیے میں بینڈ پہنتا ہوں. آپ کی طرح میں بھی صرف اسی نشان کے باعث اس کیس میں دلچسپی لے رہا ہوں." وہ بے تاثر لہجے میں بولا.

"کیا آپ چھبیس سال پہلے والے کیس میں وکٹم تھے؟" اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے سوال کیا.

"میں نے جتنا آپ کو بتانا تھا میں نے بتا دیا ہے. فل حال میں آپ کے مزید کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا. مگر بہت جلد میں آپ کو ساری حقیقت بتا دوں گا. آپ مجھے کچھ وقت دیں." اس نے دھیمے لہجے میں کچھ وقت مانگا. وہ بس کیتھی کے جواب کے انتظار میں تھا.

"کتنا وقت؟" اس نے آبرو اچکائی.

"میں کنفرم نہیں بتا سکتا. مگر زیادہ وقت نہیں لوں گا میں." اس نے اسے یقین دلانا چاہا.

"ٹھیک ہے." وہ متفق ہوئی.

"شکریہ" اس نے شکریہ ادا کرنے پر حجر نے سر ہلانے پر اکتفا کیا. پھر وہ دونوں اپنی نشست سے کھڑے ہوئے اور انٹیروگیشن روم سے باہر نکل گئے. ان کا رخ اب پارکنگ کی جانب تھ کیونکہ انہیں اغواہ ہونے والے بچوں کے لواحقین سے ملنے جانا تھا. گاڑی کے قریب پہنچ کر الہان نے حجر کے لیے فرنٹ ڈور کھولا تو وہ خاموشی سے اندر بیٹھ گئی

"مسٹر الہان!" الہان ڈرائیونگ سیٹ سمبھالنے ہی لگا تھا جب اس کسی نے پکارا. اس نے مڑ کر آواز کی سمت دیکھا تو وہاں پولیس یونیفارم میں موجود ایک شخص کھڑا تھا. اس شخص کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شناسائی آئی. حجر سے ایکسکیوز کرتا ہوا وہ اس شخص کی جانب بڑھ گیا. گاڑی میں بیٹھی حجر سرسری نگاہ سے ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی جب اس کی نگاہ گاڑی کے ڈیش بورڈ پر رکھی ایک کتاب پر پڑی. ایک نظر بھورے کوٹ میں ملبوس اس شخص سے باتیں کرتے الہان پر ڈالنے کے بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ کتاب پکڑی. وہ ایک پرانی ڈکشنری تھی. اس نے ڈکشنری کے صفحے پلٹے تو وہاں مختلف الفاظ ہائی لائٹ کیے گئے تھے.

"درد, خوشی, خوف, دکھ, پچھتاوا..." اس نے خود کلامی کے انداز میں وہ الفاظ پڑھے. وہ سب احساسات کے نام تھے.

"ایک نارمل شخص کو احساسات یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی. پھر ان لفظوں کو ہائی لائٹ کیوں کیا گیا ہے؟" وہ پر سوچ انداز میں بولی. اب اس نے کتاب کا آخری صفحہ کھولا. وہاں ایک پیغام لکھا تھا

"پیارے الہان..." ابھی اس نے پہلے دو لفظ ہی پڑھے تھے جب اسے احساس ہوا کہ وہ واپس گاڑی کی جانب بڑھ رہا ہے. اسے واپس آتے دیکھ کر اس نے پیغام پڑھنے کا ارادہ ترک کیا اور وہ کتاب اسی انداز میں ڈیش بورڈ پر رکھ دی جس طرح وہ پہلے پڑی تھی.

"انتظار کروانے کے لیے معذرت" سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے الہان بولا

"اٹس اوکے" اس کے ذہن میں اب تک کتاب پر ہائی لائٹ ہوئے الفاظ گردش کر رہے تھے. گاڑی میں اب خاموشی چھائی تھی. حجر اپنی سوچ میں گم تھی جبکہ الہان مستعدی سے ڈرائیو کر رہا تھا. اچانک سے حجر کا موبائل رنگ کیا تو جسٹن بیبر کے لو یور سیلف گانے کی آواز سے گاڑی گونج اٹھی. گانے کی آواز پر الہان بھی متوجہ ہوا تھا. حجر نے سکرین دیکھی جہاں مور کا نام جگمگا رہا تھا. لمحے کی تاخیر کیے بغیر اس نے فون اٹھایا

"ہالو مور! کیسی ہیں آپ؟" وہ مسکراتے ہوئے نارویجین زبان میں بولی

"میں ٹھیک ہوں حجر. تم کیسی ہو؟ پہنچ گئی پاکستان؟" دوسری جانب سے مور نے سوال کیا.

"میں بھی ٹھیک ہوں مور. کل صبح پہنچ گئی تھی میں پاکستان." اس نے اطلاع دی. الہان کو اس کی بات تو سمجھ نہیں آ رہی تھی مگر اس کے بار بار مور کہنے پر وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کی فوسٹر مدر کا فون ہے. سائمن کے منہ سے وہ کئی مور اور فار کا لفظ سن چکا تھا.

"کل کی تم پہنچ گئی ہو مگر مجال ہے جو اپنی خیریت کی اطلاع دی ہو تم" وہ سخت لہجے میں بولیں.

"میں نے رات کو فون کیا تھا آپ کو مگر فون بند تھا آپ کا" اس نے دھیمے لہجے میں وضاحت دی.

"اگر میرا فون بند تھا تو اپنے فار کو فون کر لیتی. کل کی پریشان ہو رہی ہوں میں." انہوں نے اسے احساس دلانا چاہا.

"میری صبح فار سے بات ہو گئی تھی. میں نے انہیں اپنے پہنچنے کا بتا دیا ہے." بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے اطلاع دی.

"ایرک نے تو مجھے نہیں بتایا. پوچھتی ہوں میں ذرا ان سے"

"مور میں آپ کو رات کو فون کروں گی. ابھی ورکنگ آورز ہیں." مزید چند باتیں کرنے کے بعد حجر بولی.

"ٹھیک ہے. اپنا خیال رکھنا".

"اوکے" چند اختتامی کلامات ادا کرنے کے بعد اس نے فون بند کیا. فون بند ہونے کے کچھ دیر بعد ہی وہ لوگ علی ریاض کے گھر پہنچے. آفیسر سعد اپنی ٹیم کے ساتھ پہلے ہی وہاں موجود تھے. ان کی گاڑی رکتے دیکھ کر آفیسر سعد ان کی جانب بڑھے.

"بات ہوئی علی کے گھر والوں سے؟" حمر نے آفیسر سعد سے سوال کیا.

"جی میم... مگر کوئی خاطر خواہ معلومات نہیں ملی." پینتیس سالہ آفیسر سعد نے نا امیدی سے جواب دیا.

"میں خود بات کر کے دیکھتی ہوں." کہتے ساتھ ہی وہ گھر کے اندر چلی گئی. خستہ سی وہ تین منزلہ عمارت جس کے نچلی منزل پر علی کا خاندان کرائے پر رہتا تھا. الہان اور

وہ تین منزلہ عمارت جس کے نچلی منزل پر علی کا خاندان کرائے پر رہتا تھا. الہان اور

سعد بھی اس کے پیچھے اندر چلے گئے. گھر میں داخل ہوتے ہی پولیس یونفارم میں ملبوس وہ ایک شخص سے مخاطب ہوئی

"علی ریاض کی والدہ کہاں ہیں؟" اس کے سوال پر اس آفیسر نے دائیں جانب بنے کمرے کی طرف اشارہ کیا. حجر سر ہلاتے ہوئے اندر چلی گئی.

"میں حجر ہوں. ہیڈ آف کرائم برانچ. مجھے آپ سے کچھ دیر بات کرنی ہے." اپنے بیج دکھاتے ہوئے اس نے اپنا تعارف کروایا. الہان نے اس کے جملے کو ٹرانسلیٹ کر کے علی ریاض کی والدہ تک پہنچایا.

"ضرور بیٹی. آؤ بیٹھو" وہ شفقت سے بولیں.

"کیا آپ نے اغواہ سے چند روز پہلے علی کے رویے میں کوئی تبدیلی محسوس کی تھی؟" اس نے سوال کیا.

"نہیں... اس کا رویہ بالکل ویسا ہی تھا".

"ذہن پر زور ڈال کر سوچیں. کوئی بھی غیر معمولی حرکت کی ہو اس نے؟ آپ کے سامنے کسی انجان شخص کا ذکر کیا کو؟" حجر نے زور دیا. اس کی بات پر وہ عورت کچھ دیر سوچنے لگیں.

"ہاں یاد آیا.. اغواہ سے پندرہ بیس دن پہلے وہ جب سکول سے گھر آیا تھا تو کپڑے بہت گندے ہوئے تھے. میرے پوچھنے پر کہنے لگا کہ سکول سے واپسی پر گر گیا تھا اور ایک شخص نے اس کی مدد کی تھی. اس کو پانی وغیرہ پلایا تھا." وہ سوچ سوچ کر بتانے لگیں.

"اور کوئی بات جو اس نے اس شخص کے بارے میں کہی ہو؟" وہ جانچتی نظروں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی.

"بس اتنا ہی بتایا تھا".

"ٹھیک ہے. کیا علی کو ڈرائینگ میں دلچسپی تھی؟" اس نے اگلا سوال کیا.

"نہیں.... وہ تو شروع ہی سے ڈرائینگ میں کمزور رہا ہے." وہ آنچل سے آنسو پونچھتے ہوئے بولیں.

"سہی... علی کا سامان کہاں ہے؟" حجر نے سامان کے متعلق استفسار کیا.

"اگلے کمرے میں رکھا ہے اس کا سامان." انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا.

"اغواہ کے بعد سے کسی نے اس کا سامان چھیڑا تو نہیں؟" وہ سب ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں داخل ہو رہے تھے.

"نہیں.... اس کا سامان تو اغواہ ہونے والے دن سے یونہی رکھا ہے." علی ریاض کی ماں نے جواب دیا پھر وہ خود کمرے سے باہر نکل گئی. اب وہاں حجر, الہان اور آفیسر سعد رہ گئے تھے. ہاتھوں پر گلوز چڑھانے کے بعد وہ علی کا سامان دیکھنے لگی. سامان زیادہ نہیں تھا بس چند کپڑے اور کتابیں تھیں.

"یہ سب بے کار چیزیں ہیں. مجھے لگتا ہے کہ ہمیں یہاں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے." اسے سامان کی جانچ پڑتال کرتے دیکھ آفیسر سعد نے اپنی رائے کا اظہار کیا. اس کی بات پر حجر نے آبرو اچکائی.

"علی جہاں گیا ہے اور جو شواہد اس نے پیچھے چھوڑے ہیں وہ سب اسی جگہ موجود ہیں." حجر نے جواب دیا تو آفیسر سعد خاموش ہو گئے.

"علی صبح گھر سے سکول کے لیے نکلا تھا. اس کے دوستوں کے مطابق وہ سکول پہنچا تھا مگر سکول سے واپس گھر نہیں آیا. سکول میں اس کا رویہ معمول کے مطابق تھا اس کا مطلب ہے کہ روز سکول کے بعد وہ اغواہ کار سے ملنا اس کے معمول کا حصہ تھا. وہ شخص جس نے اس کی مدد کی ہے وہی اغواہ کار ہے. پہلے اس نے علی کی مدد کی پھر بہانے بہانے سے اس سے ملنے لگا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا اعتماد جیتا." وہ پر سوچ انداز میں بول رہی تھی اور ساتھ ساتھ کتابیں پلٹ رہی تھی. اسی دوران ایک کتاب میں سے چند صفحے زمین پر گرے. اس نے آگے بڑھ کر صفحے اٹھائے اور انہیں دیکھنے لگی. وہ باز کی تصویریں تھیں جنہیں شاید پریکٹس کے لیے بنایا گیا تھا. پہلی چند تصویریں علی سے ٹھیک سے نہیں بنائی گئی تھیں مگر جیسے جیسے وہ پریکٹس کرتا رہا باز کی تصویر بہتر ہوتی گئی.

"وہ تصویر علی نے خود بنائی تھی اور چونکہ اس کی ڈرائنگ اچھی نہیں تھی اسی لیے باز کی تصویر بنانے میں مہارت حاصل کرنے میں اسے کئی دن لگے." کہتے ساتھ ہی حجر نے وہ تصویریں

انویلپ میں ڈالیں اور پھر وہ لوگ وہاں سے نکل آئے. ابھی وہ گھر کے باہر ہی تھے جب اس کا فون بج اٹھا. فون رضا حمید کا تھا. اس نے کال آنسر کی

"میم... گواہ کا بیان ریکارڈ ہو گیا ہے." رضا حمید نے اطلاع دی.

"ریکارڈنگ بھیجیں مجھے" اس نے اسے آرڈر دیا.

"ٹھیک ہے میم" مزید چند باتوں کے بعد اس نے فون بند کیا. فون بند ہوئے ابھی کچھ ہی لمحے گزرے تھے جب اسے ویڈیو موصول ہوئی. حجر نے گاڑی میں بیٹھتے ساتھ ہی ویڈیو آن کی. مگر اغواہ کا بیان چونکہ اردو میں تھا اس لیے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی.

"مسٹر سی ای او!" اس نے الہان کو پکارا.

"جی" الہان نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالنے کے بعد نظریں دوبارہ سڑک پر ٹکا دیں.

"اس کو ٹرانسلیٹ کر دیں." اس نے ریکویسٹ کی.

"آپ پلے کریں میں ٹرانسلیٹ کر کے بتا دیتا ہوں." گاڑی سڑک کے ایک طرف پارک کرتے ہوئے اس نے کہا. آفیسر سعد بھی پولیس کی گاڑی میں ان کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے. انہیں رکتے دیکھ کر وہ گاڑی ان کے قریب لا کر بولے.

"کوئی مسئلہ ہے؟"

"نہیں.... آپ جائیں ہم آ رہے ہیں." الہان کی بات پر سر ہلا کر وہ چلے گئے جبکہ وہ خود حجر کے ہاتھ میں پکڑے فون پر چلتی ویڈیو کی جانب متوجہ ہوا. اس ویڈیو میں ایک شخص تھا جس کی عمر لگ بھگ چھتیس سال کے قریب تھی. اس کی دائیں گال پر جلنے کے نشانات تھے.

"میرا نام امجد ہے اور میں ایک میکینک ہوں. گرلز کالج کے قریب ہی میری دکان ہے. 28 نومبر کی دوپہر کو میں کھانے کے لیے قریبی ڈھابے پر جارہا تھا جب مجھے ایک لڑکی کی چیخنے کی آواز آئی. میں آواز کی سمت بھاگا اور وہاں میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک لڑکی کے منہ پر رومال رکھنے کی کوشش کر رہا تھا. وہ لڑکی خود کو چڑوانے کے لیے مسلسل ہاتھ پاؤں مار رہی تھی مگر آخر وہ شخص رومال اس کے منہ پر رکھنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ لڑکی بے ہوش ہو گئی. اس بے ہوش لڑکی کو وہ شخص قریب کھڑی اپنی گاڑی میں ڈال کر لے گیا. میں نے اسے بچانے کی کوشش کی تھی مگر میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ لڑکی کو لے کر بھاگ گیا تھا" امجد نامی شخص بیان دے کر فارغ ہوا تو پولیس آفیسر نے اس سے سوال کیا

"آپ نے اس کی شکل دیکھی؟"

"نہیں.... اس نے منہ پر سفید چمڑی کا ماسک پہن رکھا تھا اور وہ لنگڑا کر چل رہا تھا." امجد نے سر پر پہنی ٹوپی سہی کرتے ہوئے جواب دیا.

"جس گاڑی میں اغواہ کار لڑکی کو لے کر گیا تھا وہ کون سے ماڈل کی تھی؟ گاڑی کا نمبر وغیر کچھ یاد ہے آپ کو؟" پولیس آفیسر نے اگلا سوال کیا جس کا ترجمہ الہان نے حجر تک پہنچایا.

"ہڑبڑاہٹ میں نمبر تو نہیں دیکھ پایا مگر گاڑی آلٹو تھی. ماڈل بہت پرانا تھا مگر گاڑی کی حالت صاف ستھری تھی." وہ شخص سوچ سوچ کر جواب دے رہا تھا.

"رنگ کیا تھا گاڑی کا؟"

"بلیک" وہ لمبے کی تاخیر کیے بغیر بولا.

"اس اغواہ کار کے متعلق کوئی اور چیز یاد ہے آپ کو؟ کوئی نشان وغیرہ" پولیس آفیسر نے ایک اور سوال کیا.

"وہ شخص کالے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھا اور اس نے مکمل طور پر خود کو ڈھانپ رکھا تھا اس لیے میں کوئی اور چیز نہیں دیکھ پایا".

"ٹھیک ہے. اگر آپ کوئی مزید کوئی تفصیل یاد آئے تو بتا دیجیۓ گا." پولیس آفیسر کے اس آخری جملے کے بعد ویڈیو ختم ہو گئی تھی. الہان نے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی جب کہ حجرا ابھی بھی ویڈیو میں موجود شخص کے متعلق سوچ رہی تھی. کچھ سوچنے کے بعد اس نے کرائم اینالسٹ ہاجرہ کا نمبر ملایا

"ہاجرہ پتا کرو کہ اس وقت اسلام آباد میں کتنے لوگوں کے پاس آلٹو گاڑیاں ہیں. جن لوگوں کے پاس پرانے ماڈل کی آلٹو ہے ان کی متعلق ساری معلومات جمع کرو." اس نے کال ملتے ہی آرڈر دیا.

"اوکے میم" ہاجرہ مودب انداز میں بولی اور ساتھ ہی اس نے کال بند کی. وہ لوگ اب دوسرے اغواہ ہونے والے بچے معین الدین کے گھر جا رہے تھے.

❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊

(جاری ہے۔)

نوٹ

صیاد از رباب تنویر پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ(نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine